اصلاح معاشرہ انبیاء کرام اور کتب سماویہ کی تعلیمات کی روشنی میں

Reformation of Society in the Teachings of Prophets and the Revealed Books

سید عطاء اللہ بخاری*

Abstract

Man is the vicegerant of Allah on earth as his superiority has been declared over the entire creatures. Allah Almighty has created human being for his worship. It is very important to make a better and prosperous society for the wellbeing of humankind.

The article highlights the need to bring awareness about moral values that we have forgotten currently. It is our primary responsibility to bring people out of darkness into light. The paper highlights the importance of spreading awareness about ignorance, sins and all other social evils in the society. It discusses the lives of all prophets of Allah from Adam (A.S) to Muḥammad (SAW), who delivered messages to humanity irrespective of religious difference. They imparted education on good behavior and moral virtues. No Prophet of Allah and the revealed books allow killing, ransom, extortion, humiliation and harassment. These social values are not new in the modern era, and indeed these golden principles were set by Prophets in the books revealed to them. Islam teaches societal ethos beside religious practice. Their lesson were mainly based on love, respect to humanity, peace, justice, prosperity, unity, patriotism, and hospitality. Also, to shun prejudice, killing humanity, bribe stratification, extremism and terrorism against humanity. Men need to follow the footprints of Prophets for the reformation of society. It is our collective responsibility to act upon revealed injunctions and divine guidance.

Keywords: Reformation, Revealed Books, Prophets, Men, Social Ethos, Justice, Peace

معاشرہ "عاشَرَ، یُعاشِرُ" کا مصدر ہے، اس کے معنی مل جل کر رہنا اور زندگی گزر بسر کرنا ہے، انگریزی زبان میں معاشرے کے لئے لفظ (Society) استعمال کیا جاتا ہے۔ ماہر عمرانیات نے معاشرہ کی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے۔ گڈ نگرز کے نزدیک:

> "معاشرہ ایسے افراد کا مجموعہ ہوتا ہے جو اپنی ہم مزاجی سے واقف اور محفوظ ہوتے ہیں اور اس بناء پر مشترک مقاصد کی خاطر مل جل کر کام کرتے ہیں۔[1]

انسان ہمیشہ سے مدنی الطبع ہے، لہذا وہ اجتماعی زندگی کا محتاج ہے، علامہ ابن خلدون کا کہنا ہے "انسان فطرتاً اجتماع پسند ہے اس کی ضروریات زندگی کی نوعیت اس طرح کی ہے کہ وہ تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا"[2] سادہ لفظوں میں انسانی فطرت ایک معاشرے کی محتاج ہے، اجتماعیت کے بغیر انسانی زندگی کا گزرنا ممکنات میں سے ہے، کیوں کہ انسان دنیا میں آکر ایک خاندان میں آنکھیں کھولتا ہے اور اپنی پرورش کے لئے دوسرے لوگوں یعنی ماں، باپ، بھائی بہن اور رشتہ داروں کا محتاج ہوتا ہے، پھر ہوش سنبھالتے ہی اس کو ایک سوسائٹی ایک برادری، ایک بستی، ایک قوم، ایک نظام تمدن، اور نظام معیشت، سیاست سے واسطہ پڑتا ہے، نیز فرد یا انسان اپنی

*پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر، یونیورسٹی آف سندھ جامشورو۔

ہر متعلقہ شے مثلاً خوراک، لباس مکان اور زندگی کے دوسرے شعبے میں جماعت کا دست نگر ہے اور اگر اس سے وہ تمام علائق حذف کر دیئے جائیں جو جماعت کی بدولت اس کو حاصل ہوتے ہیں تو پھر اس کے پاس کچھ باقی نہیں رہتا اور اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم کی رو سے معاشرے مختلف بنیادوں پر قائم ہوتے ہیں، مثلاً برادری، قوم، زبان، مذہب اور جغرافیائی حدود وغیرہ۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآٮِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰٮكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ''[3]

''اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے بیشک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے۔''

یہی وجہ ہے دنیا میں جہاں معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والے موجود رہے، وہاں معاشرے کی اصلاح کرنے والے بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اور ہمیشہ اچھے معاشرے کے وجود کے لئے انتھک محنت کی، لہذا اصلاح معاشرے کے لئے انبیاء کرام کا کردار ناقابل فراموش ہے، آج معاشرہ جن مصائب کا شکار اور الجھنوں میں جکھڑا ہوا ہے اس کا حل انبیاء کرام کی تعلیمات میں پوشیدہ ہے۔ انبیاء کرام کی تعلیمات کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک قسم جس میں روحانی اصلاح ہے جس کے اہم خدوخال میں عبادت رب، گناہوں سے توبہ ،اخروی زندگی کی فلاح شامل ہے، اور دوسرا حصہ معاشرتی نظام کی اصلاح ہے، جس میں سچ بولنے، وعدہ نبھانے، حسن سلوک، روا رکھنے کی تلقین فرمائی اور جھوٹ، غیبت، چغلی، قتل و غارت کی ممانعت، ناپ تول میں احتیاط، عدل و انصاف کے تقاضے، زنا اور ہم جنس پرستی کی مذمت کی گئی ہے، وغیرہ شامل ہیں۔

1. دعوت الی اللہ

انبیاء کرام کی دعوت کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ صحیح معنوں میں دعوت الی اللہ ہے، ہر نبی نے شرح صدر کے ساتھ لوگوں کو رب تعالیٰ کی بندگی کی طرف بلایا ہے اور انہیں شرک سے روکا ہے، یہ انسان کو مافوق الفطرت و قوت کے ساتھ مرتبط کرتی ہے، تمام انبیاء کرام کی دعوت کے مشترکہ نکتہ کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''فَاَرْسَلْنَا فِيهِم رَسُوْلًا مِّنْهِمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ''[4]

''پس ہم نے ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جس نے کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہاری عبادت کا اور کوئی مستحق نہیں تو کیا تم نہیں ڈرتے۔''

انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے قرآن نے غیر مبہم انداز میں کہا:

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّه لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ''[5]

''اور ہم نے آپ سے پہلے جس کو بھی رسول بنا کر بھیجا اس کی طرف ہم یہ وحی کرتے تھے کہ بیشک میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں سو تم میری عبادت کرو۔''

اور اسی توحید کا درس توریت اور انجیل میں بھی موجود ہے، توریت میں ہے:

"تم اپنے لئے بت نہ بنانا اور کوئی تراشی ہوئی مورت اپنے لئے کھڑی نہ کرنا اور نہ ہی ملک میں اپنے لئے کوئی شبہ دار پتھر رکھنا کہ اسے سجدہ کرو اس لئے میں خدا اور تمہارا خدا ہوں"[6]

اور اسی توحید کا درس بائبل میں بھی ذکر ہے:

"کھودی ہوئی مورت سے کیا حاصل کہ اس کے بنانے والے نے اسے کھود کر بنایا، ڈھالی ہوئی مورت اور جھوٹ سکھانے والے سے کیا فائدہ کہ اس کا بنانے والا اس پر بھروسہ رکھتا اور گونگے بتوں کو بناتا ہے"[7]

ہر وہ دعوت جس کا مرکزی نقطہ بندگی رب نہیں ہے وہ یقیناً پیغمبرانہ منہاج دعوت سے ہٹی ہوئی ہے، لہذا پیغمبرانہ منہاج دعوت میں توحید الوہیت کا اثبات اور شرک سے اجتناب کی حیثیت بنیادی پتھر کی ہے، کوئی دعوت بھی اس کے بغیر بے بنیاد اور بے نتیجہ ہو گی، دعوت الی اللہ در اصل اسباب کی غلامی سے نجات کا پیغام ہے جس سے انسانی شخصیت کو بے پناہ استحکام ملتا ہے۔ ہر نبی نے اپنے دور میں دعوت الی اللہ کے کام میں خود معیار ہوتا تھا، لہذا اس کی قیادت وسیادت از خود مسلم ہوتی تھی اس کے بغیر دعوت کا کام مکمل نہیں ہوتا تھا۔

2. شرک سے دور رہنے کی تلقین اور عبادت رب:

شرک کی ابتدا اور بتوں کو پوجنے کی روایت قوم نوح سے شروع ہوئی، اور قرآن کریم کی رو سے قوم نوح نے پہلی مرتبہ شرک کا اظہار کیا تھا جس پر نسل آدم کے پہلے رسول نے تنقیدی تبصرہ کیا، شرک کے آغاز کے سلسلے میں ہمارے پاس کوئی یقینی ذریعہ علم نہیں کہ نسل آدم اس مصیبت میں کس طرح مبتلا ہوئی لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ ابلیس نے تعظیم و توقیر بزرگان کو عبادت و استعانت کی صورت میں بدل دیا، ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے انحراف کی جو راہ نسلِ آدم کو سمجھائی تھی اس نے آگے چل کر ایک تہذیب اور کلچر کی صورت اختیار کر لی، مشرکانہ کلچر کی بو قلمونی اور اس کے مظاہر کا تنوع حیران کن جاذبیت رکھتا تھا۔

حافظ ابن کثیر نے ابن جریر کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

" آدم و نوح کے درمیانی عرصے میں صالح لوگ تھے اور لوگ ان کی پیروی کرتے تھے، جب یہ لوگ فوت ہوئے تو پیرووں نے کہا کہ اگر ہم ان کی تصویریں بنالیں تو ہماری عبادتیں زیادہ پر لطف ہونگی، جب یہ لوگ مر گئے اور دوسری نسل آگئی تو ابلیس نے سمجھایا کہ وہ لوگ تو ان کی عبادت کرتے تھے اور ان سے بارش طلب کرتے تھے اور انہوں نے عبادت شروع کر دی"[8]

اور عربوں کے ہاں ان بتوں کی پوجا کے سلسلے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی رقمطراز ہیں:

"قوم نوح کے معبودوں میں سے یہاں ان معبودوں کے نام لئے گئے ہیں جنہیں بعد میں اہل عرب نے پوجنا شروع کر دیا تھا اور آغاز اسلام کے وقت عرب میں جگہ جگہ ان کے مندر بنے ہوئے تھے، بعید نہیں کہ طوفان میں جو لوگ بچ گئے تھے ان کی زبان سے بعد کی نسلوں نے قوم نوح کے قدیم معبودوں کا ذکر سنا ہو گا اور جب از سر نو ان کی اولاد میں جاہلیت پھیلی ہو گی تو انہی معبودوں کے بت بنا کر انہوں نے پھر انہیں پوجنا شروع کر دیا ہو گا"[9]

انبیاء کرام کی تعلیمات کا اہم مقصد معرفت خداوندی کے بعد لوگوں کو اس بات کی طرف بلانا، اللہ کی عبادت کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، کسی کے آگے سجدہ نہ کریں اور خلوص دل کے ساتھ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ کیوں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جس ذات نے انسان کو پیدا کیا، اور اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا، اور مخلوق اس کے آگے سجدہ کرنے کے بجائے کسی اور کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکائے، یا کسی اور کو اپنا الٰہ تصور کریں۔ اس لئے قرآن نے توحید، نفی شرک اور عبادت رب کو تمام دعوت کی اساسیات قرار دیا ہے:

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّه لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ'' [10]

''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری (ہی) عبادت کیا کرو''

شرک جیسے گناہ سے دور رہنے کی بھی تلقین۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِه ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ'' [11]

''ہر باطل سے الگ، صرف اللہ کے ہو کر رہو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناتے ہوئے اور جس نے کسی کو اللہ کا شریک قرار دیا وہ گویا آسمان سے گر گیا، پھر اسے مردار خور پرندے جھپٹ لیتے ہیں یا آندھی اس کو کسی دور جگہ پھینک دیتی ہے۔''

قرآن کریم نے شرک ناقابل تلافی اور گناہِ عظیم قرار دیا:

''وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِه وَهُوَ يَعِظُه يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ'' [12]

''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا ' بیشک شرک کرنا ضرور سب سے بڑا ظلم ہے۔''

قرآن کریم کی طرح دیگر کتب سماویہ میں شرک کی ممانعت کی تعلیم دی گئی ہے:

''اس پر افسوس جو لکڑی سے کہتا ہے جاگ اور بے زبان پتھر سے کہے کہ اٹھ، کیا وہ تعلیم دے سکتا ہے، دیکھ وہ تو سونے چاندی سے مڑھا ہے لیکن اس میں مطلق دم نہیں۔'' [13]

'' اے اسرائیل خداوند ہمارے خدا ایک ہی خدا ہے'' [14]

اس کے علاوہ شرک کو انسانی غیرت کے خلاف بھی قرار دیا گیا ہے:

''کیوں کہ خداوند تیرا خدا جو تیرے درمیان ہے غیور خدا ہے سو ایسا ہو کہ خداوند تیرے خدا کا غضب تجھ پر بھڑکے اور تجھ کو روئے زمین پر فنا کر دے'' [15]

مذکورہ قرآنی آیات و کتب سماویہ کی روشنی میں یہ بات واضح کر دیتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ہر گناہ کی تلافی ممکن ہے پر شرک کو ایسا گناہ عظیم قرار دیا جس کی کہیں تلافی نہیں، لہذا تمام انبیاء کرام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو اپنا رب سمجھنے

سے اپنے امتیوں کو روکا، اور بار بار اسی کے عذاب سے ڈراتے بھی رہے۔ کیوں کہ جس قوم میں شرک جیسی برائی پھیلی اس قوم کا انجام اللہ کے عذاب پر ہی ختم ہوا۔ گزشتہ امتیں جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے نیک بندوں کی بھی عبادت کرنا شروع کردی جس کی وجہ سے ان پر طرح طرح کے عذاب نازل ہوئے۔

3. اخروی زندگی کے متعلق آگاہ کرنا

تمام انبیاء کرام کی تعلیمات میں اخروی زندگی کے متعلق لازمی ذکر ملتا ہے کسی نبی کی دعوت آخرت کے ذکر سے خالی نہیں ہر نبی نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے، لہذا انبیاء علیہم السلام کی دعوت میں توحید کے ساتھ آخرت کا لازمی ذکر ہے، وہ اس بات کو باور کراتے ہیں کہ دنیا میں جس کی عبادت کرتے ہو، جس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہو، جس سے مناجات کرتے ہو، اس انسان کو دنیا میں اپنی مدت پوری کرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے، یہ کائنات فنا ہونے کے لیے بنی ہے ایک مقررہ وقت کے بعد اس کا نظام تہہ و بالا ہو جائے گا قیامت کے بعد تمام مخلوق کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ ہر شخص کو اس کے آگے پیش ہونا ہے اس کے اعمال کا حساب و کتاب ہو گا، اس کے اعمال کو انصاف کے ترازو میں تولا جائے گا جس کے اعمال صالحہ کا پلڑا ابھاری ہو گا وہ جنت میں جائے گا اور جس کی برائیوں کا پلڑا ابھاری ہو گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

نوح کی علیہ السلام کا اپنی قوم کو آخرت کی زندگی کے متعلق آگاہ کرنا:

''اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَأَطِيعُونِ٥يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ'' 16

''کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرو اور میری پیروی کرو آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں تمہیں صریح طور پر ڈرانے والا ہوں۔''

اور جب قوم ہود علیہ السلام نے آخرت کی زندگی کا انکار کیا اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَاِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ''17

''تو بولے ان کی قوم کے سردار جنھوں نے کفر کیا تھا اور جنھوں نے جھٹلایا تھا قیامت کی حاضری کو اور ہم نے خوشحال بنا دیا تھا انھیں دنیوی زندگی میں۔ (اے لوگو!) نہیں ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند، یہ کھاتا ہے وہی خوراک جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس سے جس تم پیتے ہو اور اگر تم پیروی کرنے لگے اپنے جیسے بشر کی تو تم تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے کیا وہ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تمہیں (پھر قبروں سے) نکالا جائے گا یہ بات عقل سے بعید ہے بالکل بعید جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے نہیں ہے کوئی اور زندگی سوائے ہماری اس دنیوی زندگی کے یہی ہمارا مرنا ہے اور یہی ہمارا جینا ہے اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائیگا۔''

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام جہاں اپنی قوم کو توحید اور نماز کا حکم دیتے اس کے ساتھ ساتھ انہیں قیامت کی زندگی کے متعلق بھی آگاہ کرتے۔

''اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰىo فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ''[18]

''بیشک وہ گھڑی (قیامت) آنیوالی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اس کام کا جس کے لیے وہ کوشاں ہے پس ہر گز نہ روکے تجھے اس (کو ماننے) سے وہ شخص جو نہیں ایمان رکھتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی ورنہ تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے''

اور آپ ﷺ کے ذریعہ آخرت کی زندگی کی تفصیلی تصویر پیش کی اور اس کی حقیقت کو مزید واضح کیا:

''وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ''[19]

''اور وہی ہے جو قبضہ میں لے لیتا ہے تمہیں رات کو اور جانتا ہے جو کمایا تم نے دن کو پھر اٹھاتا ہے تمہیں (نیند سے) دن میں تاکہ پوری کر دی جائے (تمھاری عمر کی) معیاد مقرر پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمہیں جو تم کیا کرتے تھے۔''

اور سورۃ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ[20]

''پھر جب وہ بچالیتا ہے انہیں تو وہ سرکشی کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پڑے گا لطف اٹھالو دنیوی زندگی سے پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تمہیں پھر ہم آگاہ کریں گے تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔''

آیات بینات کے علاوہ بے شمار احادیث ہیں جن میں آخرت کی حقیقت اور اس کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور ائمہ کرام نے کتب احادیث میں اخروی زندگی کے متعلق ابواب قائم کئے ہیں، ابواب الزھد دنیا کی بے ثباتی کے بارے میں پیغمبرانہ رویے کے اظہار سے بھرے پڑے ہیں، جس سے آخرت کی زندگی کی اہمیت خوب واضح ہو جاتی ہے۔

انبیاء کرام کی فضائل اخلاق پر مشتمل تعلیمات کے اہم خدوخال:

احترام والدین:

والدین کا احترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک بھی انبیاء کرام کی تعلیمات میں شامل تھیں، یہی وجہ ہے دنیا کا ہر مذہب والدین کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ پیش آنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنے کا حکم دیتا ہے جیسا کہ انجیل برنباس اور اناجیل اربعہ میں ادب والدین کا حکم موجود ہے:

'' اپنے والدین کا احترام کر تاکہ تو عرصے تک جیے''[21]

اور ایک اور مقام پر فرمایا:

'' ملعون ہو وہ بیٹا جو اپنے باپ اور ماں کا کہانہ مانے''[22]

اور انجیل متی میں تحریر ہے:

" خدا نے کہا ہے کہ تو اپنے باپ اور ماں کی عزت کر اور جو کوئی باپ یا ماں کو برا کہے وہ ضرور مارا جائیگا"[23]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احکام عشرہ جو انہیں طور سینا پر عطا ہوئے، یہ عشرہ احکام یہودی مذہب کی اساس قرار دیے جاتے ہیں:

۱۔ خدا کے سوا کسی اور کو معبود نہ بنانا

۲۔ کسی جاندار کی صورت ہر گز نہ بنانا اور نہ اسے سجدہ کرنا

۳۔ خداوند کے نام کی تعظیم کرنا

۴۔ سبت کے دن کی تکریم کرنا

۵۔ خون مت بہانا

۶۔ ماں باپ کی تکریم کرنا[24]

اور آپ ﷺ نے والدین کی عزت و تکریم کو جہاد میں جانے سے بڑھ کر قرار دیا ہے:

''عَنْ عَبْدِ االلهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما، قَالَ :أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ االلهِ صلی الله علیه وآله وسلم فَقَالَ: أُبَایِعُکَ عَلَی الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ االلهِ. قَالَ: فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْکَ أَحَدٌ حَيٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَلْ کِلَاهُمَا حَيٌّ. قَالَ: فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ االلهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَارْجِعْ إِلٰی وَالِدَيْکَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا''[25].

''حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میں اجر و ثواب کے لئے آپ سے جہاد اور ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو (واقعی) اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے والدین کے پاس جا اور حسنِ خدمت کے ساتھ اُن دونوں کی صحبت اختیار کر۔''

اور ایک اور مقام پر فرمایا:

''عَنْ ابْنِ سَلَامَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُوصِي امْرَأً بِأُمِّهِ أُوصِي امْرَأً بِأُمِّهِ أُوصِي امْرَأً بِأُمِّهِ ثَلَاثًا أُوصِي امْرَأً بِأَبِيهِ أُوصِي امْرَأً بِمَوْلَاهُ الَّذِي يَلِيهِ وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ أَذًى يُؤْذِيهِ''[26]

''حضرت ابن سلامہ سلامیؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میں آدمی کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ میں آدمی کو والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ تین بار یہی فرمایا میں آدمی کو اپنے والد کے ساتھ نیز مولیٰ (غلام آقا دوست رشتہ دار) کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ ان کی طرف سے اسے ایذاء پہنچے۔''

عدل وانصاف:

اصلاح معاشرے کے لئے عدل و انصاف کا قیام بے حد ضروری ہے، کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک پر امن معاشرہ نہیں ہو سکتا جب تک اس میں عدل و انصاف قائم نہ ہو لہذا تعلیمات انبیاء، اور الہامی کتب میں بھی اس کو نہایت اہمیت دی گئی ہے، کہ معاشرے میں جس کسی کو منصب عدل پر فائز کیا جائے وہ اس منصب میں کبھی خیانت نہ کرے، مقدمات میں عدل و انصاف سے کام لے،

''تو اپنے کنگال لوگوں کے مقدمے میں انصاف کا خون نہ کرنا، جھوٹی گواہی سے اور بے گناہوں اور صادقوں کو قتل نہ کرنا''[27]

اور قرآن کریم میں شعیب علیہ السلام کی قوم کو عدل کے ساتھ معاملات قائم کرنے کی تعلیم کے متعلق فرمایا:

''وَاِلٰي مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُه قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ'' [28]

''اور مدین کی طرف (ہم نے) ان کے (قومی) بھائی شعیب (علیہ السلام) کو (بھیجا)، انہوں نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کیا کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آچکی ہے سو تم ناپ اور تول پورے کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور زمین میں اس (کے ماحولِ حیات) کی اصلاح کے بعد فساد بپانہ کیا کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم (اس اُلوہی پیغام کو) ماننے والے ہو۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ''[29]

''بیشک اللہ حکم دیتا ہے کہ عدل اور احسان (نیک کام) کرو''

''فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ''[30]

''پس اگر وہ رجوع کر لے تو ان میں عدل کے ساتھ صلح کرادو، اور انصاف سے کام لو، بیشک اللہ انصاف سے کام لینے والوں کو پسند فرماتا ہے''

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭاِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ''[31]

''اے ایمان والو: اللہ کے لیے (حق پر) مضبوطی سے قائم رہنے والے ہو جاؤ دراں حالیکہ تم انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے ہو 'کسی قوم کی عداوت تمہیں بے انصافی پر نہ ابھارے 'تم عدل کرتے رہو وہ خوف خدا کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو 'بیشک اللہ تمہارے کاموں کی بہت خبر رکھنے والا ہے۔''

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک:

پڑوسی خواہ کسی ملکی سطح پر ہو یا علاقائی یا معاشرتی طور پر ہو ہر مذہب اور ہر نبی نے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات و معاملات کا حامی ہے لہذا تعلیمات موسوی میں ذکر ہے:

''تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا، تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا، تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا، اور نہ اس کے غلام اور اس کے لونڈی اور اس کے بیل اس کے گدھے اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا''[32]

اور اسی طرح عیسائی مذہب میں بھی تعلیم نظر آتی ہے:

''تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمنوں نے عداوت، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور ستانے والوں کے لئے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان میں ہیں بیٹے ٹھہرو۔''[33]

اور آپ ﷺ کا امت محمدیہ کو پڑوسی کے حقوق کی پاسداری کا حکم:

''أَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيُوَرِّثَنَّهُ''[34]

''سیدہ عمرہ سے روایت ہے، انہوں نے سیدہ عائشہؓ سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔''

صدقہ و خیرات میں ریاکاری کی تعلیم:

''جب تم خداوند کے شکرانے کا ذبیحہ قربانی کرو تو اسے اس طرح قربانی کرنا کہ تم مقبول ٹھہرو''[35]

اور تالمود میں ربیوں کی تعلیم میں لکھا ہے:

''ایک شخص کے ساتھ کسی امید یا واپسی کی خواہش کے بغیر ہمدردی کرنا احسان اور فیض رسانی کا ایک عمل ہے، کسی شخص پر احسان کرنا جس کی ہم مدد کرنے پر مجبور نہیں ہیں اور اپنی مشکل میں کسی شخص پر احسان کرنا اور اسے فائدہ پہنچانا جس کا وہ مستحق ہے''[36]

آپ ﷺ صدقہ و خیرات کے متعلق تعلیم دیتے ہیں:

''الْمُحِلِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ''[37]

''عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ صدقہ نکال کر دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو (وہ ہی صدقہ دے دو)''

جھوٹ کی ممانعت:

جھوٹ کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے، اور معاشرے کے بگاڑ میں جھوٹ جیسی برائی کو بنیادی قرار دیا گیا ہے، اور رزائل اخلاق میں اس کا شمار بڑی برائیوں میں ہوتا ہے لہذا عہد نامہ قدیم (موجودہ توریت) میں اس برائی کے خاتمے کا واضح ذکر ملتا ہے۔

" ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولنا"[38]

اور عیسائیت میں بھی اس برائی کی مذمت کی گئی ہے:

"ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولو"

اور کتاب یعقوب میں جھوٹی قسم کھانے سے متعلق لکھا ہے:

"جھوٹی قسم نہ کھانا"[39]

اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا"[40]

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ کو لازم پکڑو بے شک سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور اس کا ارادہ کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے جھوٹ سے اجتناب کرو بے شک جھوٹ گناہ کا راستہ دکھاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا ہے۔ اور اس کا ارادہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔"

ناپ تول میں کمی اور خیانت:

ناپ تول میں کمی اور خیانت بھی ایک معاشرتی برائی ہے اور قوم شعیب علیہ السلام اسی برائی کے سبب ہلاک ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام نے اس برائی کی ممانعت فرمائی:

" وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭقَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ "[41]

"اور اہل مدین کی طرف ہم نے ان کے (ہم قبیلہ) بھائی شعیب کو بھیجا، انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہاری عبادت کا کوئی مستحق نہیں ہے، بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے، پس تم پورا پورا ناپ اور تول کرو، اور لوگوں کو کم تول کر ان کی چیزیں نہ دو، اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو، اگر تم ایمان لانے والے ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے"

اور کتاب خروج میں اس کے متعلق فرمایا:

''ہر قسم کی خیانت کے معاملے میں خواہ بیل کا، گدھے کا یا بھیڑ یا کپڑے یا کسی اور کھوئی ہوئی چیز کا جس کی نسبت کوئی بول اٹھے کہ وہ چیز ہے تو فریقین کا مقدمہ ۔۔ جسے خدا مجرم ٹھہرائے وہ اپنے ہمسائے کو دونا بھر کردے''[42]

آپ ﷺ نے فرمایا:

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَدِّ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ''[43]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جس شخص نے تمہیں امانت سونپی تھی اس کی امانت اسے واپس ادا کردو اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔''

آپ ﷺ نے علامت منافقین میں خیانت کرنے والے کو بھی شامل فرمایا:

''عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ''[44]

''حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب امین بنایا جائے، تو خیانت کرے اور جب معاہدہ کرے، تو وعدہ خلافی کرے۔''

شراب نوشی کی ممانعت:

شراب نوشی کی ممانعت و مذمت جہاں اسلام نے کی وہاں دیگر مذاہب میں بھی اس کا تذکرہ ملتاہے، شراب کی ممانعت کا ذکر توریت میں کچھ اس طرح تحریر ہے:

''تو یا تیرے بیٹے (مئے) شراب پی کر داخل نہ ہو نا نسل در نسل ہمیشہ ایک قانون رہے گا''[45]

آپ ﷺ نے فرمایا:

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِذَا سَكِرَ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ يَعْنِي فِي الرَّابِعَةِ''[46]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص مدہوش ہوجائے تو اسے کوڑے لگاؤ جب کوئی نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر جب نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر جب نشہ کرے تو اسے کوڑے لگاؤ اگر پھر نشہ کرے تو اس کی گردن اڑادو۔ یعنی یہ بات آپ نے چوتھی مرتبہ فرمائی۔ ''

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ''[47]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا زنا کرنے والا زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ چوری کرنے والا چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا۔"

زنا اور عمل لواطت (ہم جنس پرستی) کی ممانعت:

انبیاء کرام نے زنا اور عمل لواطت (ہم جنس پرستی) کو سخت گناہ قرار دیا ہے، اور دعوت عذاب الٰہی قرار دیا ہے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی قوم جس کا خاص جرم ہم جنس پرستی تھا اور اسے کھلے عام کرتے تھے لہذا سورۃ الاعراف میں ذکر ہے۔

"وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ"[48]

"اور لوط (علیہ السلام) کو (بھی ہم نے اسی طرح بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم (ایسی) بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جسے تم سے پہلے اہل جہاں میں سے کسی نے نہیں کیا تھا، بیشک تم نفسانی خواہش کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو بلکہ تم حد سے گزر جانے والے ہو۔"

اور سورۃ الشعراء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ"[49]

"کیا تم سارے جہان والوں میں سے صرف مردوں ہی کے پاس (اپنی شہوانی خواہشات پوری کرنے کے لئے) آتے ہو، اور اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں، بلکہ تم (سرکشی میں) حد سے نکل جانے والے لوگ ہو۔"

اور جب دعوت لوطؑ کے باوجود ان کی قوم اس گناہ میں شریک رہی تو اللہ نے اس قوم پر سخت عذاب نازل کیا

"فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ" [50]

"سو جب ان پر سورج چمک رہا تھا تو ایک زبردست چیخ نے ان کو پکڑ لیا۔ پس ہم نے ان کی بستیوں کے اوپر کے حصہ کو نیچے کا حصہ کر دیا اور ہم نے ان پر کھنگر کے سنگریزے برسائے۔"

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احکام عشرہ جو انہیں طور سینا پر عطا ہوئے، یہ عشرہ احکام یہودی مذہب کی اساس قرار دیے جاتے ہیں لہذا زنا کے متعلق تحریر ہے:

" زنا نہ کرنا، چوری نہ کرنا، اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا، اپنے پڑوسی کے مکان، بیوی، خادم، مویشی اور چیز کی طرف لالچ کی نگاہ نہ ڈالنا"[51]

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا "[52]

"اور زنا کے قریب نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے"

خلاصہ بحث:

دور جدید میں انبیاء کرام کے متعلق جو تصور پیش کیا جارہا ہے وہ یہ کہ انبیاء کرام کی حیثیت فقط ایک پیغام رساں کے سوا کچھ نہیں جب کہ انبیاء کرام کی سیرت کا مختلف جہتوں سے مطالعہ کرنے کے بعد جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ یہ کہ انبیاء کرام کا مقصد بعثت فقط پیغام رسائی تک ہی محدود نہ تھا، انبیاء کرام جہاں خدا کا پیغام پہنچاتے تو اس کے ساتھ عملی زندگی میں احکام خداوندی کے پیکر نظر آتے، دنیا میں معاشرتی نظام پھیلنے کے ساتھ ساتھ اس میں تخریب کاریاں، معاشرتی، سیاسی، سماجی، اقتصادی برائیاں بھی پھیلتی چلی گئیں، اور ہر شخص اس کی لپیٹ میں تھا انبیاء کرام نے اس بگڑتے معاشرتی نظام سے منہ نہیں پھیرا بلکہ ایک مکمل اور صحت مند معاشرتی نظام کا تصور پیش کیا، اور اسی نظام کی بالا دستی کے لئے انہیں طرح طرح کے ظلم وستم برداشت کرنا پڑے، لیکن ہر نبی نے حکمت عملی، صبر و تحمل، بلند اخلاق، ایثار و قربانی اور عفو و درگزر کے ذریعے ان مقاصد کو پورا کرنے کی مکمل کرنے کوشش کی جس کے لئے انہیں دنیا میں بھیجا گیا تھا، لہذا سیرت انبیاء کے مطالعے کے بعد جو نتائج برآمد ہوئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعثت انبیاء کا دائرہ پیغام رسانی کے ساتھ ساتھ معرفت خداوندی، احکام خداوندی پر عمل اور اصلاح معاشرہ بھی تھا۔ دور جدید میں صحتمند اور بہترین معاشرتی نظام کی تشکیل تعلیمات انبیاء میں ہی مضمر ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] محمد خالد اسماعیل، تاریخ تہذیب تمدن اسلام، ص ۹۲۔
[2] ایضاً، ص ۹۲۔
[3] الحجرات: ۱۳۔
[4] المومنون: ۳۲۔
[5] الانبیاء: ۲۵۔
[6] احبار ۲۱/ ۲۔
[7] استثناء ۶/ ۴۔
[8] امام ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر ۳/ ۵۵۴۔
[9] ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ۶/ ۱۰۳۔
[10] انبیاء: ۲۵۔
[11] الحج: آیت ۳۱۔
[12] لقمان: ۱۳۔
[13] استثناء ۶/ ۴۔
[14] استثناء ۶/ ۱۵۔
[15] نوح: ۳ تا ۴۔
[16] نوح: ۳۔۴۔
[17] المؤمنون: ۳۳۔۳۷۔
[18] طہ: ۱۵ تا ۱۶۔
[19] الانعام: ۶۰۔

[20] یونس: ۲۳۔

[21] برنباس فصل ۲۶۔

[22] برنباس فصل ۲۶۔

[23] متی ۱۵:۴۔

[24] کتاب خروج ۱:۲۰ تا ۱۴ کتاب مقدس انارکلی۔

[25] امام عبد اللہ، صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لا يجاهد إلا بإذن الأبوين، الرقم/5627۔

[26] سنن ابن ماجہ۔

[27] خروج ۲۳،۶۔

[28] الاعراف: ۸۵۔

[29] النحل: ۹۰۔

[30] الحجرات:۹۔

[31] المائدہ: ۸۔

[32] خروج ۱۷، ۲۰:۱۶۔

[33] متی ۱۵:۴۔

[34] مسلم قشیری، صحیح مسلم البر والصلة والآداب ۲۶۲۴۔

[35] احبار ۲۹:۲۲۔

[36] تالمود ۱۵۱۔

[37] امام نسائی، سنن نسائی، باب القلیل فی الصدقہ، حدیث ۲۵۵۶، مکتبہ العلم۔

[38] کتاب احبار، ۱۹:۱۱۔ امثال ۱۳:۵، ۱۴:۵۔

[39] کتاب یعقوب ۳:۱۴، کتاب متی ۵:۳۳۔

[40] مسلم قشیری، صحیح مسلم، باب قبح الکذب وحسن الصدق، حدیث ۶۶۳۷، مکتبہ رحمانیہ۔

[41] ہود: ۸۴۔

[42] کتاب خروج ۲۳:۹۔

[43] امام ابوداؤد، سنن ابوداود، ابواب الاجارة، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، حدیث 3535۔

[44] محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الشهادات، بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الوَعْدِ، حدیث ، 2682۔

[45] کتاب احبار، ۹:۱۰، ۱۰۔

[46] سنن دارمی، کتاب الاشربہ، -بَابُ الْعُقُوبَةِ فِي شُرْبِ الخَمْرِ حدیث 2272۔

[47] مسلم قشیری صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الإیمان بالمعاصی، حدیث ۱۰۰۔

[48] الاعراف: ۸۰، ۸۱۔

[49] الشعراء: ۱۶۵، ۱۵۵۔

[50] الحجر: ۴۷، ۷۳۔

[51] کتاب خروج ۱:۲۰ تا ۱۴ کتاب مقدس انارکلی۔

[52] اسراء: ۳۲۔